



# روزہ کا حکم

ان حضرات کو مکتبہ المدینہ علیٰ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے

ان نازک اور اعلیٰ مصاحح کی رعایت اور بلند دنیوی و اخروی مقاصد کی تکمیل کے لئے جو علم و ذہانت کی دسترس سے ماوراء ہیں اس روح کی چارہ سازی کے لئے جو معدہ اور شکم کے بوجھ کے نیچے دب گئی تھی اور "ہوا" و "ہوس" اور "نائے و نوش" کے خیون اور غلبہ کی وجہ سے نیم جان اور زار و نزار ہو رہی تھی، نیز اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے جس کو خلافت کہا جاتا ہے اور جس میں اعتدال و توازن اور صبر و تحمل کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روزہ کا حکم مسلمانوں کے لئے نازل فرمایا لیکن یہ روزہ ہجرت کے بعد اس وقت فرض کیا گیا جب سختیوں کے بادل چھٹ گئے، عسرت و تنگدستی کا دور ختم ہوا اور مسلمانوں نے مدینہ میں اطمینان کی سانس لی۔ اور ان کی زندگی کشادگی و آرام سے بسر ہونے لگی البتہ شاید اس لئے ہو کہ اگر پریشانی حالی کے دور میں روزہ کا حکم نازل ہوتا تو بہت سے لوگ اس کو مجبوری کا روزہ اور مہاشی حالات اور اس ماحول کا نتیجہ سمجھتے جو کچھ

میں تھا اور یہ محسوس کرتے کہ روزہ صرف فقرار اور ساکنین اور مصیبت زدوں اور مظلوموں کے لئے ہے۔ اختیار اور خوش حال لوگ جو باغات اور مینوں کے مالک ہیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔

اس کے علاوہ روزہ کی فرضیت کی آیت اس وقت نازل ہوئی جب عقیدہ مسلمانوں کے دلوں میں اچھی طرح پوسٹ اور پختہ ہو چکا تھا اور نماز سے بھی ان کو غایت درجہ تعلق بلکہ تعلق پیدا ہو گیا تھا، تمام مسلمان احکام الہی اور قوانین شریعت کے سامنے ہر لمحہ سر تسلیم خم کرنے پر تیار تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے وہ اس کے منتظر ہی ہوں۔

علامہ ابن القیم نے اس نکتہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھا ہے،  
” چونکہ مالوفات وخواہشات سے انسان کو چھڑانا سب سے مشکل اور دیر طلب کام ہے۔ اس لئے اس کی فرضیت کا حکم ہجرت کے بعد اس وقت تک نازل نہیں ہوا جب تک اس کا اطمینان نہیں ہو گیا کہ اب توحید اور نماز ان کے رگ و نشیم میں سرایت کر چکی ہے اور اوامر قرآنہ سے ان کے دل پوری طرح مانوس ہیں چنانچہ ہجرت کے دوسرے سال روزہ کا حکم آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا سے شریف لے جانے سے قبل ۹ رمضان کے روزے رکھے۔

جس آیت کے ذریعہ روزے فرض ہوئے وہ آیت یہ تھی و  
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا  
كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا  
 أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى  
 الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ  
 فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ وَأَنْ  
 تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ هـ  
 شَهْرًا مَضَى الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ  
 هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى  
 وَالْفُرْقَانِ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ  
 فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ  
 فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُؤْيِدُ اللَّهُ بِكُمُ  
 الْيُسْرَى ذَا يُؤْيِدُ بِكُمُ الْعُسْرَى وَتَكْمَلُوا  
 الْعِدَّةَ وَتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ  
 وَتَعَلَّمُوا تَشْكُرُونَ هـ (البقرة ۲۱۷)

ترجمہ: ہر لے ایمان والا! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا  
 کہ ان لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے قبل ہوئے ہیں  
 عجب نہیں کہ تم معنی بن جاؤ (یہ روزے) گنتی کے چند روز  
 کے (ہیں) پھر تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو اس  
 پر دو سو دنوں کا شمار رکھنا (لازم ہے) اور جو لوگ اسے  
 مشکل سے برداشت کر سکیں ان کے ذمہ فدیہ ہے۔

دکھو، ایک مسکین کا کھانا ہے اور جو کوئی خوشی خوشی نیکی کرے اس کے حق میں بہتر ہے۔ اور اگر تم علم رکھتے ہو تو بہتر تمہارے حق میں بھی ہے کہ تم روزے رکھو ماہِ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا ہے وہ لوگوں کے لئے ہدایت ہے اور (اس میں) کھلے ہوتے (دلائل ہیں) ہدایت اور (حق و باطل میں) امتیاز کے سوا تم میں سے جو کوئی اس مہینہ کو پائے لازم ہے کہ وہ (مہینہ بھر) روزہ رکھے اور جو کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو تو (اس پر) دوسرے دنوں کا شمار رکھنا (لازم ہے) اللہ تمہارے حق میں سہولت چاہتا ہے اور تمہارے حق میں دشواری نہیں چاہتا اور یہ (چاہتا ہے) کہ تم شمار کی تکمیل کر لیا کرو اور یہ کہ تم اللہ کی بڑائی کیا کرو، اس پر کہ تمہیں راہِ نادی عجب نہیں کہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

یہ آیات جن میں پہلی بار روزہ فرض قرار دیا گیا ان خشک قوانین کی طرح نہیں تھیں جو محض اس سیاسی اور اجتماعی رابطہ کی بنیاد پر نافذ کیا جاتا ہے جو معاشرہ کے ایک فرد اور حکومت کے درمیان قائم ہوتا ہے۔ یہ کیا ایمان و عقیدہ، عقل و ضمیر، اور قلب و مہذبات سب کو یک وقت اپیل کرتی ہیں، اور ان تمام چیزوں کو غذا سمیٹتی ہیں اور محض قانون کے اجراء ہی کے لئے نہیں خوش دلی کے ساتھ اس کے استقبال کے لئے بھی فضا سازگار کرتی ہیں۔ یہ قرآن کے اعجازِ اصولِ دعوت، علمِ النفس اور حکیمانہ قانون ساز کی کا ایک ناقابل انکار معجزہ ہے۔

تَنْزِيلٌ مِّنْ حَكِيمٍ حَبِيدٍ ط

آیہ کلام، نازل ہوا ہے (خدا نے) باحکمت و پرہیزگاروں کی طرف

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو اس قانون کے مکلف ہیں یَا أَيُّهَا الَّذِينَ  
 آمَنُوا سے خطاب کیا ہے اور اس طرح گویا ان کو پہلے ہی سے ان تمام  
 احکام کی تعمیل اور بجا آوری کے لئے تیار کر دیا ہے جو ان کو خدا کی طرف سے دینے  
 جائیں خواہ وہ ان کے نفس پر کتنے ہی شاق اور گراں کیوں نہ ہوں۔ اس لئے کہ ایمان  
 کا یہی تقاضا اور مطالبہ ہے۔ اگر کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان لا چکا ہے اور اس کو اپنا  
 معبود اور رب، امر و نہی کا مالک، اور اطاعت و فرمانبرداری کے لائق تسلیم  
 کر چکا ہے اور اپنی تمام کار اس کے حوالہ کر چکا ہے اور دل و جان سے اس کی  
 محبت میں سرشار ہے تو اس کو بجا طور پر اس کے ہر حکم، ہر قانون، ہر فیصلہ  
 اور ہر مطالبہ کے سامنے بے چوں و چرا تسلیم و غم کر دینا چاہئے۔

۱ تَمَّا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ  
 وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا  
 وَأَطَعْنَا (النور - ۵۱)

ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب وہ بلائے جاتے ہیں اللہ  
 اور اس کے رسول کی طرف کہ اور رسول، ان کے درمیان فیصلہ  
 کر دیں۔ تو وہ کہہ اٹھتے ہیں کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا۔

وَمَا كَانَتْ لِمُؤْمِنٍ وَلَا لِمُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ  
 وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ  
 أَمْرِهِمْ ط (الحجاب، ۳۶)

اور کسی مؤمن یا مؤمنہ کے لئے یہ درست نہیں کہ جب اللہ

اور اس کا رسول کسی امر کا حکم دیں تو پھر ان کو اپنے (اس) امر میں کوئی اختیار باقی رہ جائے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ  
إِذَا دَعَاكُمْ بِمَا يَحْتَكُمُ ۗ (الانفال - ۲۴)

اے ایمان والو! اللہ اور رسول کو لبیک کہو جب کہ وہ (یعنی رسول) تم کو تمہاری زندگی بخشنے کی چیز کی طرف بلائیں۔

یہ اس شریعت کی پابندی ہے جو اپنے تمام فرائض، عبادات اور احکام و قوانین میں نفوسِ انسانی کے لئے آبِ حیات ہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس نے ان پر روزہ فرض کیا لیکن یہ ذرا سب کی تاریخ میں پہلا موقع یا کوئی بدعت نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے ان سے پہلے بھی سب اہل کتاب اور مذہب و شریعت کی حامل تمام قوموں پر روزہ فرض کیا تھا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس گرائی اور بوجھ کو کم کر دیا ہے جو انسان کو تنہائی کے احساس سے ہوتا ہے اگر آدمی کو معلوم ہو جائے کہ جس بات کا پابند اس کو کیا جا رہا ہے وہ کوئی نئی بات نہیں ہے اس کی نظیریں پہلے بھی گذر چکی ہیں اور بہت سی قوموں اور ملتوں نے اس کی پابندی کی ہے تو اس کو وہی چیز کسی قدر آسان معلوم ہونے لگے گی اور بہت پہلے سے پڑھ جائے گی!

اس کے بعد اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے کہ جس کا مقصد بلا وجہ مشقت یا آزمائش میں ڈالنا ہو یہ ریاضت و تربیت اور اصلاح و تزکیہ کے لئے ہے یہ دراصل اخلاقی تربیت گاہ ہے

جہاں سے آدمی کامل ہو کر اسل طرح نکلتا ہے کہ خواہشات کی نگام اس کے ہاتھ میں ہوتی ہے خواہشات اس پر حکومت نہیں کرتیں بلکہ وہ خواہشات پر حکومت کرتا ہے، جب وہ محض اللہ کے حکم سے مباح اور ہاک چیزوں کو ترک کر دیتا ہے تو ممنوعات و محرمات سے بچنے کی کوشش کیوں نہ کرے گا؟ جو شخص ٹھنڈے میٹھے پانی اور پاکیزہ و لذیذ غذا کو خدا کی فرمانبرداری میں چھوڑ سکتا ہے وہ حرام اور نجس چیزوں کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا کیسے گوارا کر سکتا ہے اور یہی لَعْنَتُكُمْ تَشْفُونَ کا مفہوم ہے۔

پھر یہ ارشاد ہوتا ہے کہ مہینہ کی کتنی کوئی زیادہ نہ سمجھنا یہ تو خند گئے چنے دن ہیں جو سلسل گزرتے ہیں اور دیکھتے دیکھتے ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس ایک مہینہ کی (جس میں صوف دن کا روزہ ہوتا ہے) سال بھر کے شب و روز سے نسبت ہی کیا ہے جو راحت و لذت اور سکون و فراغت کے ساتھ گند جاتے ہیں!

تاہم مریض اور مسافر نزیان لوگوں کو جو روزہ رکھنے سے عاجز و معذور ہوں اس سے مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

پھر اس مہینہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے جس میں روزہ فرض کیا گیا۔ ارشاد ہوتا ہے کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا۔ اور نسل انسانی کو نئی زندگی کا پیغام ملا۔ ایک مسلمان ٹھیکے اس سے زیادہ مفید و مغزوں بات کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اس مبارک مہینہ میں صیام و قیام کے ذریعہ نئی زندگی نئے ایمان اور نئی قوت سے بہرہ مند ہو،

یہ وہ اسلامی روزہ یا روحانی غذا ہے جو پھر پورے زندگی، ہر طرح کے  
قوائد اور ہر قسم کی برکتوں سے معمور اور ہر اس مشکل پسندی، تشدد اور ناروا  
بوجھ سے خالی ہے جو نفسِ انسانی کی طاقت سے باہر اور اس کی قوتِ برداشت سے  
زیادہ ہے۔

يُرِيدُ اللهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ  
وَتَسْكُمُوا الْعِدَّةَ لَا وَتُكْفِرُوا وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا  
هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ

وہ اللہ تمہارے حق میں سہولت چاہتا ہے اور تمہارے حق میں  
دشواری نہیں چاہتا اور یہ (چاہتا ہے) کہ تم شمار کی تکمیل کر لیا  
کو اور یہ کہ تم اللہ کی بڑائی کیا کرو اس پر کہ تمہیں راہِ تباہی  
عجیب نہیں کہ شکر گزار بن جاؤ۔

## روزہ کی خصوصیت اور اس کے فضائل و احکام

اسلام نے روزہ کا جو نقشہ پیش کیا ہے وہ قرآن میں مقاصد و نواہی  
کے لحاظ سے مکمل ہے، فائدہ کا سب سے زیادہ ضامن ہے اور اس میں عزیز  
وعلیم اور حکیم و خیر خدا کی حکمت و مشیت پوری طرح جلوہ کھن ہے۔  
الَّذِي يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ

(المک - ۱۴)



کیا وہی آگاہ نہ ہوگا جس نے پیدا کیا ہے؟ وہ تو (بڑا ہی) بابرک ہے  
 اور پورا، باخبر ہے۔“

اس نے پورا مہینہ (اور یہ رمضان کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا)  
 مسلسل مہینہ بھر کے روزوں کے لئے مخصوص کیا ہے جس کے دنوں میں روزہ  
 رکھنے کا حکم ہے اور باتوں کو کھانے پینے کی اجازت ہے اس وقت عربوں میں  
 روزہ کا مفہوم یہی تھا اور اسلام کی عالمی شریعت میں بھی اسی کا اعتبار اور اسی پر  
 عمل ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کہتے ہیں:

وہ (روزہ میں) دن کا اوائل طلعِ صبح صادق سے لے کر  
 غروبِ آفتاب تک ہے، اس لئے کہ عربوں کا حساب اور ان کے دن  
 کی مقدار اسی بنیاد پر ہے، اور عاشورہ کے روزہ میں ان کے  
 یہاں یہی بات معروف و مسلم تھی، مہینہ کا آغاز رویتِ ہلال سے  
 ہے اور رویتِ ہلال تک ہے، اس لئے کہ عربوں کا حساب شمسی  
 مہینوں پر نہیں چلتا،، (حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۳۷)

## رمضان کو روزہ کے ساتھ مخصوص کیوں کیا گیا؟

اللہ تعالیٰ نے روزے رمضان میں فرض کئے ہیں اور دونوں کو ایک  
 دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم قرار دیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان دو برکتوں

اور سعاد توں کا اجتماع بڑی حکمت اور اہمیت کا حامل ہے اور اس کی سبب بڑی وجہ یہ ہے کہ رمضان ہی وہ مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا اور گم کردہ راہ انسانیت کو ”صبح صادق“ نصیب ہوئی۔ اس لئے یہ عین مناسب تھا کہ جس طرح طلوع صبح صادق روزہ کے آغاز کے ساتھ مربوط کر دیا گئی ہے اسی طرح اس مہینہ کو بھی جس میں ایک طویل اور تاریک رات کے بعد پوری انسانیت کی صبح ہوئی پورے مہینہ کے روزے کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے خاص طور پر اس وقت جب کہ اپنی رحمت و برکت، روحانیت اور نسبت باطنی کے لحاظ سے بھی یہ مہینہ تمام مہینوں سے افضل تھا۔ اور سچا طور پر اس کا مستحق تھا کہ اس کے دنوں کو روزے سے اور راتوں کو عبادت سے آراستہ کیا جائے،

مادونہ اور قرآن کے درمیان بہت گہرا تعلق اور خصوصی مناسبت ہے اور اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں تلاوت کا زیادہ سے زیادہ اہتمام فرماتے تھے، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے۔ لیکن رمضان میں جب جبریل، آپ سے ملنے آتے اس زمانہ میں سخاوت کا معمول اور بڑھ جاتا۔ جبریل رمضان کی ہر رات میں آپ کے پاس آتے اور قرآن مجید کا دور کرتے۔ اس وقت جب جبریل آپ سے ملنے آپ سخاوت، داد و دہش اور نیکی کے کاموں میں تیز ہوا سے بھی تیز نظر آتے۔

حضرت مجتہد الف نائیؒ اپنے ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :-

” اس مہینہ کو قرآن مجید کے ساتھ بہت خاص مناسبت ہے اور اسی مناسبت کی وجہ سے قرآن مجید اسی مہینہ میں نازل کیا گیا، یہ مہینہ ہر قسم کی خیر و برکت کا جامع ہے آدمی کو سال بھر میں مجموعی طور پر چھٹی برکتیں حاصل ہوتی ہیں وہ اس مہینہ کے سامنے اس طرح ہیں جس طرح سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ، اس مہینہ میں جمعیتِ باطنی کا حصول پورے سال جمعیتِ باطنی کے لئے کافی ہوتا ہے اور اس میں انتشار اور پریشان خاطری بقیہ تمام دنوں ملکہ پورے سال کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے، قابلِ مبارکباد ہیں وہ لوگ جن سے یہ مہینہ راضی ہو کر گیا اور ناکام و بد نصیب ہیں وہ لوگ جو اس کو ناراض کر کے ہر قسم کے خیر و برکت سے محروم ہو گئے،“

(مکتوبات امام ربانی ج ۱ ص ۷۷)

ایک دوسرے مکتوب میں فرماتے ہیں :-

” اگر اس مہینہ میں کسی آدمی کو اعمالِ صالحہ کی توفیق مل جائے تو پورے سال یہ توفیق اس کے شامل حال رہے گی۔ اور اگر یہ مہینہ بے دلی، حکم و تردّد اور انتشار کے ساتھ گزرے تو پورا سال اسی حال میں گزرنے کا اندیشہ ہے۔“

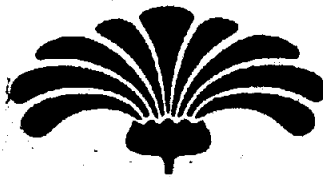
(مکتوبات امام ربانی ج ۱ ص ۷۷)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے  
روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ :-

جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے  
جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کرائے جاتے ہیں اور  
شیاطین کو پابند زنجیر کر دیا جاتا ہے۔

اس سلسلہ کی احادیث بکثرت وارد ہوئی ہیں۔

(بشکر یہ تعمیر حیات لکھنؤ ۲۵ مارچ ۱۹۸۸ء)



# سفر میں ذکر کی فضیلت

○ جو شخص اپنے سفر میں تنہائی کے وقت اللہ تعالیٰ کے دھیان اور اس کے ذکر میں مشغول رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ اس کا ہنر فرمادیتے ہیں اور جو شعروشاعری وغیرہ لغویات میں مصروف رہتے ہیں اللہ تعالیٰ انکے پیچھے شیطان لگا دیتے ہیں۔ (حصن حصین)

○ احمد کی حدیث کا مفہوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین مرتبہ اللہ اکبر "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ" لکرائے "لَا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ" پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کیساتھ متوجہ ہوگا اور اس کے فعل پر اللہ تعالیٰ بہت ہی راضی ہوتا ہے۔

○ حصن حصین میں ہے جب سواری پر بیٹھ جائے تو تین مرتبہ "اللہ اکبر" کہے اور یہ دُعا پڑھے۔ "سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرْنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِبِينَ وَإِنَّا اِلَيْهِ رَاغِبُونَ" (پاک ہے وہ ذات جس نے اس (سواری) کو ہمارے قابو کر دیا اور نہ ہم اس کو اپنے قابو میں نہیں لاسکتے تھے اور بے شک ہم اپنے پروردگار کے پاس ضرور لوٹ کر جائیں گے)۔

○ بلندی پر پڑھے تو "اللہ اکبر" اور جب اُپر سے نیچے اترے (یعنی اونچائی سے) تو "سُبْحَانَ اللّٰهِ" جب کسی وادی یا (کھلے میدان) میں پہنچے تو "لَا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ" اور "اللہ اکبر" کہے اور اگر سواری کے جانور کو ٹھوکر گئے (حادثہ وغیرہ) تو فوراً "سُبْحَانَ اللّٰهِ" کہے "کیا پتہ کون سا لمحہ آخری ہو؟"

صلوات اللہ علیہ وسلم

# اُسُوۃ رَسُوْلِ اَكْرَم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مؤلف: حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحی صدیقی عارفی قدس سرہ

اس مبارک و مقبول کتاب کے اردو میں بے شمار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں جس میں ایک ایڈیشن دس ہزار کا بھی ہے۔

اس کے علاوہ انگریزی، عربی، فارسی، بنگالی، گجراتی، سندھی ایڈیشن بھی شائع ہوئے ہیں۔

اُسُوۃ مبارکہ پر اپنی نوعیت کی یہ بہترین کتاب ہے جس کے مطالعہ سے ایمان تازہ اور محبت کا داعیہ ہوتا ہے۔

بظور صدقہ چار یہ رعایتی قیمت ادا کر کے طلب فرمائیں۔

شعبہ پراس انٹرنیٹ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

# اگر آپ منصف ہوں!

## اور میرا نامہ اعمال آپ کے سامنے پیش ہو کہ

میں نے احکامِ خدا کا مذاق اڑایا ہو

تسلیٰ کریم اور سنتِ رسولؐ کے خلاف عمل کیا ہو

جھوٹ، مکر و فریب اور جھلسا زبی میری عادت ہو

سود، ہتکتہ، ذخیرہ اندوزی اور پشوت میں عمر گزاری ہو

ہم سہیہ کو تکلیف، والدین کو اذیت دی ہو، نافرمانی کی ہو

امراف و نمائش میں مال بردار کیا ہو اور خیرات کے نام کوڑی خرچ نہ کی ہو

غیبت، مہبتان، افتراق، نفاق، بغض و کینہ، حسد، لہج میری عادت ہو

نام و نمود اور شہسرت کے لیے کارِ خیر میں حصہ لیا ہو

زکوٰۃ ادا نہ کی ہو اور مال کو رسم و رواج پر اڑایا ہو

اولاد کو دین کی تعلیم نہ دی ہو اور عیسائیوں کی تعلیم و تہذیب پسند ہو

شعائرِ اسلام کی ہتک کی ہو اور ایثار و کفار کے طریقے پسند کیے ہوں

ذرا غور فرمائیے ایسی صورت میں آپ بحیثیت منصف میرے خلاف کیا قدم اٹھائیں گے

کیا سزا دیں گے۔ کیا میں جنت کی خواہش رکھتا ہوں یا جہنم میرے اعمال کا جواب ہوگی۔

خوب غور کر کے فیصلہ دیجئے۔

یاد رکھیے! ہمارے نامہ اعمال روزِ حساب اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوں گے اس وقت

ہماری کیا حالت ہوگی جبکہ ہمارے اعمال اس فہرست کے مطابق ہوں گے یہ چند روزہ زندگی عنایتی

و فانی ہے۔ دنیا دارِ اصل ہے۔ اس حیاتِ مستعد سے فائدہ اٹھا کر اپنی اصلاح کر لیجئے۔

وَمَا عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ



# محجوب حکم اذان لا الہ الا اللہ

ذکر الہی روح کی غذا ہے۔ قلب و ذہن کی صفائی کے لئے یہ واحد علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر اطمینان قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔ روزانہ صرف ۱۵ منٹ اس کے لئے مخصوص کر لیجئے اور دس تسمیحات لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی کسی بھی نماز کے بعد پڑھیئے۔

اول و آخر تین بار درود شریف پڑھ کر یہ دس تسمیحات پڑھیئے۔ انشاء اللہ سات یوم میں فوائد محسوس ہوں گے اور چالیس یوم کے بعد ذکر کی لذت اطمینان قلب اور سکون حاصل ہوگا۔

بہتر وقت فجر کی نماز کے بعد اشراق سے قبل ہے اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے تو عشاء کے بعد بھی دوبارہ پڑھ لیجئے۔

انشاء اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے دُعائیں مقبول ہوں گی قبولیت دُعائے کے لئے یہ وظیفہ نہایت مفید ہے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

www.abulhasanalinadwi.org  
 ۲۰۰۹ء کو رولڈ پریس کر کے ۱۰۰  
 علامتی پوسٹرز منظور ہائیس

القادر پرنٹنگ پریس فون : ۷۷۲۳۷۴۸